قربانی کے احکام ومسائل

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

ذوالحجہ کے ذی شان ایام:

ذوالحجہ کے پہلے دس دن انتہائی بابرکت اور حرمت والے ہیں، ان ایام کے نیک اعمال دوسرے دنوں کے اعمالِ صالحہ پر ایک گوناں فضیلت رکھتے ہیں۔

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''ان ایام کے اعمال صالحہ دوسرے دنوں کی بہ نسبت اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں، عرض کیا: دوسرے دنوں میں کیا جانے والا جہاد بھی ان سے افضل نہیں؟ فرمایا، نہیں، ہاں! اگر کوئی آدمی اپنے جان و مال کے ساتھ اللہ کے راستے میں نکلے اور کچھ واپس نہ آئے۔''

(صحيح البخاري : ٩٦٩، سنن أبي داود : ٢٤٣٨، سنن التّرمذي : ٧٥٧، سنن ابن ماجه : ١٧٢٧)

ان مبارک دنوں میں نفلی نماز، نفلی روزوں، صدقہ وخیرات، ذکرواذکار، تکبیر وتہلیل اور دیگر نیک اعمال کا اہتمام مولائے رحمٰن ورحیم کی بے پایاں رحمت اور لا متناہی مغفرت کا باعث ہے۔ ان دنوں میں کیے جانے والے مبارک اعمال میں سے ایک عالی مرتبت وذی شان عمل ''قربانی'' بھی ہے، جو اسلام کا باکمال اور ممتاز شعار ہے۔

عرفہ کا روزہ

نو ذوالحجہ کا روزہ مشروع و مستحب ہے۔اس کی بڑی فضیلت ہے۔

① سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوم عرفہ کے روزے کے متعلق پوچھا گیا،تو فرمایا:

يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ .

''یہ روزہ گذشتہ اور آئندہ سال کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہے۔''

(صحيح مسلم : 1162)

یہ بالاتفاق صحیح متصل روایت ہے۔عبداللہ بن معبد زمانی ثقہ ہیں،ان کا سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سماع ہے،اگرچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے سماع کی نفی کی ہے،امام بخاری رحمہ اللہ کے علاوہ کسی نے سماع کی نفی نہیں کی۔علامہ ابوبکر خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے المتفق والمفترق (۱۴۴۱/۳) میں سماع کا اثبات کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَضُرُّهٗ ذٰلِكَ .

''امام بخاری رحمہ اللہ کا سماع کی نفی کرنا مضر نہیں۔''

(ديوان الضّعفاء : 2319)

راوی مدلس نہ ہو،تو اتصال کے لیے معاصرت کافی ہوتی ہے،جب ائمہ اس کی نفی نہ کریں۔ یہاں صرف امام بخاری رحمہ اللہ نے نفی کی ہے، جبکہ جمہور ائمہ حدیث نے اس

حدیث کی تصحیح کی ہے۔ یہ واضح دلیل ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی بات مرجوح ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت متصل ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (۷۴۹) "حسن"، امام ابوعوانہ (۲۹۲۴)، امام ابن خزیمہ (۲۰۸۷) اور امام ابن حبان رحمہم اللہ (۳۶۳۱) نے "صحیح" کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (۴۱۷۹) نے بخاری و مسلم کی شرط پر "صحیح" کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❁ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا أَجْوَدُ حَدِيثٍ عِنْدِي فِي هٰذَا الْبَابِ.

"عرفہ کے روزے کے متعلق یہ سب سے عمدہ حدیث ہے۔"

(السّنن الكبرىٰ، تحت الحديث : 2826)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَصَحُّ الرِّوَايَاتِ فِيهِ رِوَايَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ.

"عرفہ کے روزے کے متعلق صحیح ترین روایت عبداللہ بن معبد زمانی عن ابی قتادہ ہے۔"

(شُعُب الإيمان، تحت الحديث : 3504)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

"یہ سند حسن صحیح ہے۔"

(التّمهيد لما في المؤطإ من المَعاني والأسانيد : 162/21)

② سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صَوْمُ عَرَفَةَ كَفَّارَةُ سَنَتَيْنِ .

''عرفہ کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 97/3، مسند عبد بن حميد : 464، مسند أبي يعلٰى الموصلي : 7548، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے:

كَانَتْ تَصُومُ يَوْمَ عَرَفَةَ .

''آپ رضی اللہ عنہا عرفہ کا روزہ رکھتی تھیں۔''

(مؤطأ الإمام مالك :375/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدِ اسْتَحَبَّ أَهْلُ العِلْمِ صِيَامَ يَوْمِ عَرَفَةَ، إِلَّا بِعَرَفَةَ .

''اہل علم نے عرفات میں موجود حجاج کے علاوہ باقی سب کے لیے عرفہ کے روزے کو مستحب قرار دیا ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحتَ الحديث : 749)

❁ امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق یوم عرفہ کے روزے کے قائل تھے۔

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 752)

③ سیدہ ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ : هُوَ صَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ : لَيْسَ بِصَائِمٍ،

فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيرِهٖ، فَشَرِبَهٗ .

''میرے پاس بعض لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے عرفہ کے دن روزے کے بارے میں اختلاف کیا، بعض نے کہا: آپ ﷺ کا روزہ ہے اور بعض نے کہا کہ آپ کا روزہ نہیں ہے۔ تو میں نے نبی کریم ﷺ کی طرف دودھ کا پیالہ بھیجا، آپ ﷺ اس وقت اونٹنی پر سوار تھے، تو آپ نے وہ دودھ نوش فرمالیا۔''

(صحيح البخاري : 1988، صحيح مسلم : 1123)

❁ اس حدیث پر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب قائم کیا ہے:

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ .

''یوم عرفہ کے روزے کا بیان۔''

❁ شارح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ : فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هٰذَا يُشْعِرُ بِأَنَّ صَوْمَ يَوْمِ عَرَفَةَ كَانَ مَعْرُوفًا عِنْدَهُمْ مُعْتَادًا لَّهُمْ فِي الْحَضَرِ وَكَأَنَّ مَنْ جَزَمَ بِأَنَّهٗ صَائِمٌ اسْتَنَدَ إِلٰى مَا أَلِفَهٗ مِنَ الْعِبَادَةِ وَمَنْ جَزَمَ بِأَنَّهٗ غَيْرُ صَائِمٍ قَامَتْ عِنْدَهٗ قَرِينَةُ كَوْنِهٖ مُسَافِرًا وَّقَدْ عُرِفَ نَهْيُهٗ عَنْ صَوْمِ الْفَرْضِ فِي السَّفَرِ فَضْلًا عَنِ النَّفْلِ .

''راوی کے قول: ''نبی کریم ﷺ کے روزے کے متعلق'' میں اشارہ ہے کہ صحابہ کے ہاں یوم عرفہ کا روزہ معروف تھا اور حضر میں رکھا جاتا تھا۔ جن صحابہ نے کہا کہ آپ ﷺ روزے میں ہیں، ان کے مدنظر یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ عبادت سے جڑے رہتے تھے۔ (لہٰذا آج بھی روزے سے ہوں گے) جن

صحابہ نے کہا کہ آپ ﷺ کا روزہ نہیں ہے، ان کے پیش نظر یہ قرینہ تھا کہ آپ مسافر ہیں اور جب سفر میں فرض روزے کی ممانعت ہے، تو نفل کی بالاولیٰ ہے۔''

(فتح الباري : 4/237)

دراصل روزہ نو ذوالحجہ کا ہے، چونکہ اس وقت نبی کریم ﷺ عرفات میں تھے، اس مناسبت سے اس کا نام ''صوم عرفہ'' قرار پایا۔ وہی دن چل کر ہم تک پہنچتا ہے۔ عرفات والے دن روزہ رکھنا ہر ایک کے لیے ممکن نہیں، کیونکہ سعودی عرب میں جب عرفہ کا دن طلوع ہوتا ہے، تو دنیا کے کئی ممالک میں اس وقت رات طلوع ہوتی ہے، تو کیا وہ رات کا روزہ رکھیں گے؟ پاکستان کا وقت سعودی سے دو گھنٹے آگے ہے، وہاں یوم عرفہ ابھی طلوع نہیں ہوا ہوتا کہ پاکستان میں سحر کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور وہاں یوم عرفہ ختم نہیں ہوا ہوتا کہ پاکستان میں افطار ہو جاتا ہے۔ جب سعودی سے نماز کے اوقات میں فرق ہے، تو روزہ ان کے موافق کیسے ممکن ہے؟

حجاج کرام اگر مشقت محسوس نہ کریں، تو عرفہ کا روزہ رکھ سکتے ہیں، اس بارے میں ممانعت والی روایت ثابت نہیں۔

تنبیہ:

یہ روزہ نو ذوالحجہ کا ہے، نبی اکرم ﷺ چونکہ نو ذوالحجہ کو عرفات میں تھے، اس مناسبت سے اسے یوم عرفہ کا روزہ کہہ دیا گیا، واللہ اعلم!

قربانی مشروع ہے:

اہل سنت والجماعت کے ہاں قربانی مشروع ہے۔ قربانی میں مخصوص دن کو مخصوص عمر کے جانوروں کا خون بہایا جاتا ہے۔ یہ مسلمانوں کا متوارث عمل ہے اور اس پر امت کا

تعامل رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خود قربانی کی، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ دین قربانی کرتے رہے۔

نیز قربانی کے استحباب ومشروعیت پر کتاب وسنت اور امت کا اجماع دلیل ہے۔ یہ اسلام کا شعار اور اللہ کریم کے شکر کا نرالہ انداز بھی ہے۔ قربانی اللہ کا حق ہے اور اس کے قرب کا بہترین ذریعہ ہے۔

جو لوگ قربانی کی اہانت کرتے ہوئے اس کو ترک کر دیتے ہیں، وہ گناہ گار ہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾(الحج: ٣٤).

''ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی ہے، تاکہ وہ ان کو عطا کردہ چوپاوں پر اللہ کا نام ذکر کریں۔''

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ، فَرَأَيْتُهُ وَاضِعًا قَدَمَهُ عَلٰى صِفَاحِهِمَا، يُسَمِّي وَيُكَبِّرُ، فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ.

''رسول اللہ ﷺ نے دو سفید و سیاہ رنگ کے مینڈھے قربان کئے، میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنا قدم مبارک ان کی گردنوں پر رکھا، اللہ کا نام لیا تکبیر کہی اور ان کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کر دیا۔''

(صحیح البخاري: 5558، صحیح مسلم: 1966)

❁ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (682ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى مَشْرُوعِيَّةِ الْأُضْحِيَّةِ .

''مسلمانوں کا قربانی کی مشروعیت پر اجماع ہے۔''

(الشّرح الكبير : 530/3)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (463 ھ) لکھتے ہیں:

اَلَّذِي يُضَحّٰى بِهٖ بِإِجْمَاعٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ الْأَزْوَاجُ الثَّمَانِيَةُ وَهِيَ الضَّأْنُ وَالْمَعِزُ وَالْإِبِلُ وَالْبَقَرُ .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ چار قسم کے جوڑوں کی قربانی ہوگی، بھیڑ، بکری، اونٹ اور گائے۔''

(التّمهيد لما في المؤطإ من المعاني والأسانيد : 188/23)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (319 ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ الضَّحَايَا لَا يَجُوزُ ذِبْحُهَا قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ .

''اجماع ہے کہ دس ذوالحجہ کے طلوع فجر سے پہلے قربانیاں ذبح کرنا جائز نہیں۔''

(الاجماع، ص 78)

❁ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا أَنْكَرَ أَصْلَ مَشْرُوعِيَّتِهِ الْمُجْمَعِ عَلَيْهَا بَيْنَ الْأُمَّةِ فَإِنَّهٗ يَكْفُرُ .

''جس عمل کی مشروعیت پر امت کا اجماع ہو، اس کا سرے سے انکار کر دے، تو کافر ہو جائے گا۔''

(فتاویٰ شامی : 314/6)

❁ نیز نقل کرتے ہیں:

لَوْ أَنْكَرَ أَصْلَ الْوِتْرِ وَأَصْلَ الْأُضْحِيَّةِ كَفَرَ .

''اگر کوئی شخص وتر اور قربانی کی مشروعیت کا انکار کرے، وہ کافر ہو جائے گا۔''

(فتاویٰ شامی : 314/6)

قربانی کی قیمت:

قربانی قرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے، وہ خون بہا کر ہی ممکن ہے۔ قربانی اسلام کا شعار ہے، اسے قائم ودائم رکھنا مسلمانوں پر ضروری ہے۔ اس کی قیمت دینا جائز نہیں، بہر صورت جانور ہی ذبح کیا جائے گا، خصوصاً ان حالات میں جب پوری دنیا عالمی وباء کی لپیٹ میں ہے، اس میں قربانی جیسا عمل باعث شفا بن سکتا ہے۔ بعض لوگ اس وقت سرگرداں ہیں، کمزور ایمان والوں کو اپنے جال میں پھنسا رہے ہیں کہ آپ قربانی کی رقم کسی مریض اور ضرورت مند کو دے دیں۔ یہ نظریہ اسلام اور اہل اسلام کے مفاد میں نہیں ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ قربانی کی سنت کو زندہ رکھیں۔

❀ علمائے احناف نے لکھا ہے:

إِنَّ الْأُمَّةَ أَجْمَعَتْ أَنَّهُ لَوْ أَدَّى الْقِيمَةَ مَكَانَ الشَّاةِ فِي الضَّحَايَا وَالْهَدَايَا لَا يَكُونُ كَافِيًا .

''امت کا اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص قربانی یا ہدی میں بکری کی جگہ اس کی قیمت ادا کر دے، تو یہ کفایت نہیں کرے گا۔''

(الغُرّة المُنيفة لأبي حفص الهِندي، ص 54، البحر الرّائق لابن نُجيم : 238/2، الجوهرة النيّرة للزَّبِيدي : 120/1، البِناية للعيني : 350/3، فتاویٰ شامی : 286/2)

دس ذوالحجہ کا سورج پیغامِ مسرت لے کر مسکراہٹوں کی کرنیں بکھیرتا ہوا طلوع ہوا، دو

رکعت نماز کی ادائیگی اور خطبہ عید سننے کے بعد فرزندانِ توحید گھروں کو پہنچے، جانور کی لگام تھامی، عاجزی وفروتنی اور اطاعت وفرمانبرداری کے جذبات سے سرشار ہو کر بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ کا نعرہ لگایا اور گردن پر چھری چلا کے سنت کو دوام بخشا، اس عمل کی بنیاد خورد ونوش اور ریا کاری نہیں، بلکہ شعارِ اسلام کے ساتھ لگاؤ اور گہری محبت کا نتیجہ ہے۔

قربانی کا حکم:

ایامِ قربانی میں رضائے الٰہی کے لیے مخصوص شرائط کے حامل جانوروں کا خون بہانا اسلامی شعار اور عظیم عبادت ہے، جسے قربانی کہا جاتا ہے، یہ سنت ہے۔

فائدہ:

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا .

''استطاعت وقدرت کے باوجود قربانی نہ کرنے والا ہماری عیدگاہوں کے قریب نہ پھٹکے۔''

(مسند أحمد : 321/2، سنن ابن ماجه : 3123، المستدرك للحاكم : 390/2)

اس حدیث کی سند کو امامِ حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

یہ روایت مرفوعاً ضعیف ومنکر ہے۔ عبداللہ بن عیاش قتبانی ضعیف ہے۔

❀ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِالْمَتِينِ .

''یہ پختہ کار راوی نہیں، (منکر روایات بیان کر دیتا ہے)۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 126/5)

❁ امام ابن یونس رحمہ اللہ نے ''منکر الحدیث'' کہا ہے۔

(الإكمال لابن ماكولا : 72/6، تهذيب التّهذيب : 351/5)

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ مَعْرُوفًا بِالثِّقَةِ . ''یہ ثقہ نہیں ہے۔''

(المحلّٰى بالآثار : 8/6)

❁ اس روایت کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ''منکر'' کہا ہے۔

(الفروسية لابن القيم، ص 200، كتاب الفروع لابن مفلح : 309/2)

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے اس روایت پر جرح کی ہے۔

(المحلّٰى بالآثار : 7/6)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اُخْتُلِفَ فِي رَفْعِهٖ وَوَقْفِهٖ وَالْمَوْقُوفُ أَشْبَهُ بِالصَّوَابِ قَالَهُ الطَّحَاوِيُّ وَغَيْرُهٗ وَمَعَ ذٰلِكَ فَلَيْسَ صَرِيحًا فِي الْإِيجَابِ .

''اس حدیث کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے، اس کا موقوف ہونا راجح ہے، جیسا کہ امام طحاوی وغیرہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ قربانی کے وجوب پر صراحت نہیں کرتی۔''

(فتح الباري : 3/10)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس روایت کا موقوف ہونا ہی صحیح قرار دیا ہے۔

(عِلَل الدارقطني : 2023)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْأَغْلَبُ عِنْدِي فِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّهٗ مَوْقُوفٌ عَلٰى أَبِي هُرَيْرَةَ .

''میرے نزدیک صواب یہی ہے کہ یہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی موقوف روایت ہے۔''

(التّمهيد لما في المؤطإ من المعاني والأسانيد : 191/23)

تنبیہ:

یہ روایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بسند صحیح ثابت ہے۔

(التّمهيد لما في المؤطإ من المعاني والأسانيد : 191/23)

مگر اس سے قربانی کا واجب ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ أَنَّ الْأُضْحِيَّةَ وَاجِبَةٌ .

''کسی صحابی سے قربانی کو واجب کہنا ثابت نہیں۔''

(المحلّٰى بالآثار : 10/6)

❁ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (۷۹۰ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ لَا يُضَحُّونَ يَعْنِي أَنَّهُمْ لَا يَلْتَزِمُونَ الْأُضْحِيَّةَ .

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قربانی کرنا ضروری نہیں سمجھتے تھے۔''

(الاعتصام : ۶۰۲/۲)

❁ سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے قربانی ترک کرنا ثابت ہے۔

(الخلافيّات للبيهقي : ۳۳۵/۷، وسندہٗ صحيحٌ)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(مسند الفاروق : ۳۳۲/۱)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (السّنن الکبریٰ للبیهقي : ۲٦٥/۹، وسنده صحیحٌ) اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ (المحلّٰی لابن حزم : ۳٥۸/۷، وسندهٗ صحیحٌ) قربانی کے وجوب کے قائل نہیں تھے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''یہ سنت اور کارِ خیر ہے۔''

(صحیح البخاري : ۸۳۲/۲ تعلیقًا، تغلیق التّعلیق لابن حجر : ۳/٥، وسندهٗ صحیحٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''جید'' قرار دیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ اور دیگر محدثین عظام کے نزدیک بھی قربانی سنت ہے۔

جانور کی عمر:

قربانی کے جانور کا دوندا ہونا شرط ہے، یہ کم سے کم عمر ہے، ورنہ اس سے زائد عمر کے جانور کی قربانی بھی جائز ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ يُّعْسَرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِّنَ الضَّأْنِ.

''دوندا جانور ہی ذبح کریں، تنگی کی صورت میں بھیڑ کی نسل سے جذعہ ذبح کر لیں۔''

(صحیح مسلم : ۱۹٦۳)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦۷٦ھ) فرماتے ہیں:

''اربابِ علم مُسِنَّةٌ دوندے اونٹ، گائے اور بکری وغیرہ کو کہتے ہیں، نیز اس حدیث میں وضاحت ہے کہ بھیڑ کے علاوہ جنس کا جَذَعَةٌ بطور قربانی جائز

نہیں، بقول قاضی عیاض رحمہ اللہ اس پر اجماع ہے۔''

(شرح صحیح مسلم : ۱۵۵/۲)

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثَنِيًّا فَصَاعِدًا وَاسْتَسْمِنْ فَإِنْ أَكَلْتَ أَكَلْتَ طَيِّبًا وَإِنْ أَطْعَمْتَ أَطْعَمْتَ طَيِّبًا .

''قربانی کا جانور دوندا یا اس سے بڑا ہو، اسے خوب فربہ کیجئے، جب کھلائیں، تو اچھا کھلائیں۔''

(السّنن الکبریٰ للبیہقي : ۲۷۳/۹، وسندہٗ صحیحٌ)

تمام اہل لغت کے نزدیک مسنہ کا معنی دوندا ہے۔ بعض اہل علم نے سہولت کے پیش نظر جانور کی عمر بیان کر دی ہے۔ اگر اس عمر کو پہنچ جاتا ہے، مگر دوندا نہیں ہوتا، تو قربانی جائز نہیں۔ اس لیے قربانی میں شرط جانور کے دوندا ہونے کی ہے، نہ کہ عمر کی۔

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ العِلْمِ أَنْ لَا يُجْزِءَ الْجَذَعُ مِنَ الْمَعْزِ، وَقَالُوا : إِنَّمَا يُجْزِءُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ بکری کی جنس کا ''جذعہ'' قربانی میں کفایت نہیں کرتا، جبکہ بھیڑ کی جنس کا ''جذعہ'' کفایت کرتا ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحدیث : ۱۵۰۸)

❁ سیدنا ابو بردہ بن دینار انصاری رضی اللہ عنہ نے نماز عید سے پہلے ہی قربانی کر لی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ قربانی کرنے کا حکم فرمایا، عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے پاس

کھیرا بکرا ہے، جو دوندا سے بہتر ہے۔ فرمایا:

اِذْبَحْهَا، وَلَنْ تَجْزِيَ جَذَعَةٌ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ .

''آپ اسی کی قربانی کر سکتے ہیں، لیکن کسی اور کے لیے کھیرا بکرا کفایت نہیں کرے گا۔''

(صحيح البخاري : ٩٦٨، صحيح مسلم : ١٩٦١)

''جذعہ'' کی عمر میں اختلاف ہے، جمہور ایک سال کے قائل ہیں اور احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

اَلْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ مَا لَهُ سَنَةٌ تَامَّةٌ، هٰذَا هُوَ الْأَصَحُّ عِنْدَ أَصْحَابِنَا، وَهُوَ الْأَشْهَرُ عِنْدَ أَهْلِ اللُّغَةِ وَغَيْرِهِمْ .

''بھیڑ کی جنس کا ''جذعہ'' مکمل ایک سال کا ہوتا ہے، یہی ہمارے اصحاب کے نزدیک صحیح ترین ہے اور اہل لغت کے ہاں مشہور ہے۔''

(شرح صحيح مسلم : ٢/١٥٥)

اس حدیث میں مذکورہ حکم عام ہے اور ہر جانور کو شامل ہے، وہ بکری کی جنس ہو یا بھیڑ کی، گائے کی جنس ہو یا اونٹ کی، سب کا دوندا ہونا ضروری ہے، وہ صحیح احادیث جن میں بھیڑ کے جَذَعَةٌ کی قربانی کا جواز ہے، وہ تنگی پر محمول ہیں، یعنی دوندا جانور نہ ملے، تو ایک سال کا دنبہ یا بھیڑ ذبح کی جا سکتی ہے، اس طرح تمام احادیث پر عمل ہو جائے گا۔

تنگی کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں؛

① دوندا جانور دستیاب نہ ہونا۔

۲ قوت خرید سے باہر ہونا۔

تنبیہ:

بعض ناعاقبت اندیش جانور دوندا باور کروانے کے لئے سامنے والے دانت توڑ دیتے ہیں، یہ محض دھوکا اور فریب ہے، ایسے جانور کی قربانی درست نہیں۔

قربانی میں شراکت:

بکرا، بکری، دنبہ اور بھیڑ صرف ایک آدمی کو کفایت کرتے ہیں، البتہ ایک بکرا یا دنبہ تمام اہل خانہ کے لیے کافی ہے، دلائل ملاحظہ ہوں:

۱ نبی اکرم ﷺ نے دنبے کی قربانی کی اور فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ.

''اللہ کے نام کے ساتھ (ذبح کرتا ہوں)، اے اللہ! (یہ قربانی) محمد (ﷺ) آل محمد اور امت محمد کی طرف سے قبول فرما۔''

(صحيح مسلم : ١٩٦٧)

حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ایک دنبہ تمام اہل خانہ کی طرف سے ذبح کیا جا سکتا ہے، سب کی طرف سے قربانی ادا ہو جائے گی۔

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَحَادِيثُ الْمُتَقَدِّمَةُ فِي جَوَازِ الْأُضْحِيَّةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ أَهْلِ الْبَيْتِ.

''مذکورہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بکری تمام گھر والوں کی طرف سے قربانی میں کفایت کرتی ہے۔''

(التّنبيه على مشكلات الهداية : 767/5)

منیٰ میں قربانی کرنے والوں کے اہل خانہ اس میں شریک نہیں ہو سکتے۔

فائدہ:

امت کی طرف سے قربانی کرنا نبی اکرم ﷺ کا خاصہ ہے۔

② سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا:

كَيْفَ كَانَتِ الضَّحَايَا فِيكُمْ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

''رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں قربانی کیسی تھی؟'' فرمایا:

كَانَ الرَّجُلُ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّي بِالشَّاةِ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ فَيَأْكُلُونَ وَيُطْعِمُونَ، ثُمَّ تَبَاهَى النَّاسُ فَصَارَ كَمَا تَرٰى.

''عہد نبوی میں ایک بکری کی قربانی تمام اہل خانہ کی طرف سے کی جاتی تھی، وہ خود بھی گوشت کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے، بعد ازاں لوگ (قربانی کرنے میں) باہم فخر ومباہات کرنے لگے، حالت آپ کے سامنے ہے۔''

(مؤطّأ الإمام مالك: ٤٨٦/٢، سنن التّرمذي: ١٥٠٥، سنن ابن ماجه: ٣١٤٧ واللّفظ لهٗ، السّنن الكبرىٰ للبيهقي: ٢٦٨/٩، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

③ سیدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّي بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ

عَنْ جَمِيعِ أَهْلِهِ .

''رسول اللہ ﷺ تمام اہل خانہ کی طرف سے ایک بکری قربانی کرتے تھے۔''

(الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم : ٦٧٩، المستدرك للحاكم : ٤٥٦/٣، ٢٢٩/٤ واللّفظ لهٗ، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ٢٦٨/٩، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔ یہ روایت صحیح بخاری (٧٢١٠) میں موقوفاً بھی مروی ہے۔

④ سیدنا ابوسریحہ غفاری حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''میرے گھر والوں نے مجھے زیادتی پر اکسایا، حالانکہ مجھے سنت کا علم تھا کہ تمام اہل خانہ قربانی کے لیے ایک یا دو بکریوں پر اکتفا کر سکتے ہیں، (اب ایسا کریں)، تو پڑوسی کنجوس کہتے ہیں۔''

(سنن ابن ماجه : ٣١٤٨ واللّفظ لهٗ، المستدرك للحاكم : ٢٢٨/٤، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ٢٦٩/٩، المعجم الكبير للطّبراني : ٣٠٥٦، ٣٠٥٧، ٣٠٥٨، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کی سند کو امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

اونٹ اور گائے میں شراکت:

اونٹ میں دس حصہ دار شریک ہو سکتے ہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر اونٹ میں دس اور گائے میں سات آدمی شریک ہوئے۔''

(مسند الإمام أحمد : ٢٤٨٨، السّنن الكبرىٰ للنسائي : ٤١٢٣، ٤٣٩٢، ٤٤٨٢، سنن التّرمذي : ٩٠٥، سنن ابن ماجه : ٣١٣١، المستدرك للحاكم : ٤/٢٣٠، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۰۰۷) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ نے ''امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ اونٹ میں دس افراد شریک ہو سکتے ہیں۔

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ہم نے حدیبیہ والے سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کی، ایک اونٹ اور گائے کو سات سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کیا گیا۔''

(صحيح مسلم : ١٣١٨)

اس حدیث کو ''ہدی'' (منیٰ میں قربانی) پر محمول کریں، تو تعارض ختم ہو جاتا ہے، منی کے علاوہ ایک اونٹ کی دس قربانیاں ہو سکتی ہیں۔

تنبیہ:

زیادہ سے زیادہ گائے سات افراد شریک ہو سکتے ہیں، کم سے کم سے کی کوئی قید نہیں۔ جب ایک آدمی ایک گائے یا اس سے زیادہ گائیں ذبح کر سکتا ہے، تو ایک گائے میں دو یا تین حصہ دار بالاولیٰ شریک ہو سکتے ہیں۔

بھینس کی قربانی:

بھینس کو فارسی میں گاومیش کہا جاتا ہے، اس کا معرب جاموس ہے۔ یہ سوڈان اور مصر میں پائی جاتی تھی۔ اہل لغت کا اتفاق ہے کہ بھینس گائے کی جنس ہے، بھینس کی قربانی پر

اجماع ہے۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا بھینس کی سات قربانیاں ہو سکتی ہیں؟ فرمایا:

لَا أَعْرِفُ خِلَافَ هٰذَا .

”مجھے اس مسئلہ میں اختلاف معلوم نہیں۔“

(مسائل الإمام أحمد واسحاق بن راهويه برواية الكَوسج : 369/2)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ حُكْمَ الْجَوَامِيسِ حُكْمُ الْبَقَرِ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ بھینسوں کا حکم گائیوں والا ہے۔“

(الإجماع، ص 45)

❁ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ فِي هٰذَا نَعْلَمُهٗ .

”ہم اس میں کچھ اختلاف نہیں جانتے۔“

(المغني : 444/2)

❁ حافظ ابن قطان فاسی رحمہ اللہ (۶۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا أَنَّ الْجَوَامِيسَ بِمَنْزِلَةِ الْبَقَرِ، وَأَنَّ اسْمَ الْبَقَرِ وَاقِعٌ عَلَيْهَا .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ بھینسیں حکم میں گائے کی طرح ہیں، ان پر گائے کا نام صادق آتا ہے۔“

(الإقناع في مسائل الإجماع :205/1)

بھینس بھی گائے کی جنس ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْجَوَامِیسُ بِمَنْزِلَةِ الْبَقَرِ حَکَی ابْنُ الْمُنْذِرِ فِیهِ الْإِجْمَاعَ.

''بھینسیں گائے کی طرح ہے، ابن منذر رحمہ اللہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔''

(مجموع الفتاوٰی: 37/25)

❁ فقہ حنفی کی معتبر ترین کتاب میں ہے:

اَلْبَقَرُ وَالْجَوَامِیسُ جِنْسٌ وَاحِدٌ.

''گائے اور بھینس ایک ہی جنس سے ہیں۔''

(فتاویٰ عالمگیری: 120/3)

❁ مشہور لغوی، علامہ ازہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَجْنَاسُ الْبَقَرِ مِنْهَا الْجَوَامِیسُ.

''گائے کی مختلف اجناس ہیں، ایک ان میں سے بھینس بھی ہے۔''

(الزاهر في غريب ألفاظ الشافعي، ص 101)

❁ علامہ وہبہ زحیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ فِي أَنَّ الْجَوَامِیسَ وَالْبَقَرَ سَوَاءٌ لِاتِّحَادِ الْجِنْسِيَّةِ، إِذْ هُوَ نَوْعٌ مِّنْهُ.

''اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ گائیں اور بھینسیں (حکم میں) برابر ہیں، کیونکہ ان کی جنس ایک ہے، بھینس گائے کی ایک قسم ہے۔''

(الفقه الإسلامي: 1926/3)

۞ لغوی امام، علامہ ابونصر جوہری رحمہ اللہ (۳۹۳ھ) فرماتے ہیں:

اَلْجِنْسُ الضَّرْبُ مِنَ الشَّيْءِ، وَهُوَ أَعَمُّ مِنَ النَّوْعِ .

''جنس، کسی چیز کی قسم کو کہتے ہیں، اس میں ''نوع'' کی بہ نسبت عموم پایا جاتا ہے۔''

(الصّحاح تاج اللّغة : 915/3)

بھینس کی حلت:

بھینس حلال ہے، تمام اہل لغت کے ہاں بھینس گائے کی جنس ہے۔ گائے کی حلت قرآن وحدیث میں ثابت ہے، جو بھینس کو بھی شامل ہے۔ نیز اس کے حلال ہونے پر اجماع ہے۔

۞ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ حُكْمَ الْجَوَامِيسِ حُكْمُ الْبَقَرِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ بھینس گائے کے حکم میں ہے۔'' (الإجماع : ٤٧)

۞ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْأَنْعَامِ﴾ (المائدة : ١)

''تمہارے لیے مویشی چوپائے حلال کیے گئے ہیں۔''

اس آیت میں تمام مویشی چوپائے شامل ہیں، جو حرام ہیں، ان کو مستثنیٰ کر دیا گیا۔

۞ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اور لفظِ انعام، نعم کی جمع ہے، پالتو جانور، جیسے اونٹ، گائے، بھینس، بکری وغیرہ، جن کی آٹھ قسمیں سورۂ انعام میں بیان فرمائی گئی ہیں، ان کو ''انعام'' کہا جاتا ہے، بھیمۃ کا لفظ عام تھا، ''انعام'' کے لفظ نے اس کو خاص کر دیا، مراد آیت کی یہ ہوگئی کہ گھریلو جانوروں کی آٹھ قسمیں تمہارے لیے حلال کر دی گئیں، لفظ عقود کے تحت ابھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ تمام معاہدات داخل ہیں، ان میں

سے ایک معاہدہ وہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے حلال وحرام کی پابندی کے متعلق لیا ہے، اس جملہ میں اس خاص معاہدہ کا بیان آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اونٹ، بکری، گائے، بھینس وغیرہ کو حلال کر دیا ہے، ان کو شرعی قاعدہ کے موافق ذبح کر کے کھا سکتے ہیں۔'' (معارف القرآن: ۳/ ۱۳)

علامہ سغدی حنفی (۴۶۱ھ) فرماتے ہیں:

''بھینس کے حلال ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(النتف في الفتاویٰ: 230/1)

جانور کے عیوب:

جانور میں درج ذیل عیوب ونقائص نہ ہوں:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَرْبَعٌ لَا تَجُوزُ فِي الْأَضَاحِيِّ، الْعَوْرَاءُ بَيِّنٌ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ بَيِّنٌ مَرَضُهَا، وَالْعَرْجَاءُ بَيِّنٌ ظَلْعُهَا، وَالْكَسِيرُ الَّتِي لَا تُنْقِي.

''چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں: (۱) کانا (۲) واضح بیمار (۳) واضح لنگڑا (۴) شکستہ ولاغر۔''

(مسند الإمام أحمد: ٨٤/٤، سنن أبي داؤد: ٢٨٠٢، سنن النسائي: ٤٣٧٤، سنن التّرمذي: ١٤٩٧، سنن ابن ماجه: ٣١٤٤، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی، امام ابن خزیمہ (۲۹۱۲)، امام ابن حبان (۵۹۱۹، ۵۹۲۲)، امام ابن الجارود (۴۸۱) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱/ ۴۶۷۔۴۶۸) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

خریداری کے بعد عیب پیدا ہو جائے، تو کوئی حرج نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِنْ كَانَ أَصَابَهَا بَعْدَ مَا اشْتَرَيْتُمُوهَا فَأَمْضُوهَا، وَإِنْ كَانَ أَصَابَهَا قَبْلَ أَنْ تَشْتَرُوهَا فَأَبْدِلُوهَا .

''خریداری کے بعد عیب پیدا ہو، تو قربانی کر لیں، عیب پہلے سے موجود ہو، تو جانور بدل لیں۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ٢٨٩/٩ ، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا اشْتَرَى الرَّجُلُ أُضْحِيَتَهُ فَمَرِضَتْ عِنْدَهُ، أَوْ عَرَضَ لَهَا مَرَضٌ فَهِيَ جَائِزَةٌ .

جانور خریدنے کے بعد بیمار ہو جائے، تو قربانی جائز ہے۔''

(مصنّف عبدالرّزاق : ٣٨٦/٤ ، ح : ٨١٦١، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (قربانی کے) جانور کی آنکھیں اور کان بغور دیکھنے کا حکم فرمایا۔

(سنن النّسائي : ٤٣٨١، سنن التّرمذي : ١٥٠٣، سنن ابن ماجه : ٣١٤٣، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی نے ''حسن صحیح'' امام ابن خزیمہ (۲۹۱۴) اور امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

یہ حکم وجوبی نہیں، بلکہ استحباب پر محمول ہے۔

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ نے کان کٹے اور ٹوٹے سینگ والے جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے۔''

(سنن أبي داؤد : ٢٨٠٥، سنن النّسائي : ٤٣٨٢، سنن التّرمذي : ١٥٠٣، سنن ابن ماجه : ٣١٤٥، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے قربانی کے جانور کے متعلق پوچھا گیا، تو فرمایا:

لَا مُدَابَرَةَ وَلَا مُقَابَلَةَ وَلَا شَرْقَاءَ سَلِيمَةُ الْعَيْنِ وَالْأُذُنِ.

''جس جانور کا کان پیچھے یا آگے سے کاٹ کر لٹکا دیا جائیں یا درمیان سے چیر دیا جائے، اس کی قربانی نہ کی جائے، بلکہ وہ جانور ذبح کیا جائے، جس کی آنکھیں اور کان صحیح سلامت ہوں۔''

(علل الدّارقطني : 239/3، وسندهٗ صحيحٌ)

یاد رہے کہ کان اور سینگ میں معمولی نقص مضر نہیں۔

تنبیہ:

① بعض جانوروں کے پیدائشی طور پر خصیتین نہیں ہوتے، ایسے جانوروں کی قربانی درست ہے۔

② پیدائشی طور پر سینگوں کا نہ ہونا قربانی سے مانع نہیں۔

③ حاملہ جانور کی قربانی جائز ہے، اجتناب بہتر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قربانی:

نبی کریم ﷺ کی طرف سے قربانی کرنا ثابت نہیں۔ اس بارے میں دو روایات کی

تحقیق ملاحظہ ہو۔

❁ حنش بن معتمر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَأَيْتُ عَلِيًّا يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهٗ : مَا هٰذَا؟ فَقَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَانِي أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ فَأَنَا أُضَحِّي عَنْهُ .

''میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ نے دو دنبے ذبح کیے، میں نے پوچھا: یہ کیا؟ فرمایا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کروں، یہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کر رہا ہوں۔''

(سنن أبي داود : ٢٧٩٠)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے۔

① شریک بن عبداللہ قاضی سیء الحفظ اور مدلس ہے۔

② ابوالحسناء مجہول ہے۔

③ حکم بن عتیبہ مدلس ہے۔

④ حنش بن معتمر جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک ضعیف ہے۔

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عیدالاضحیٰ والے دن ایک مینڈھا منگوایا اور اسے ذبح کرتے وقت یہ الفاظ کہے:

بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ وَمِنْ مُحَمَّدٍ لَكَ .

''بسم اللہ، اے اللہ! یہ قربانی تیری عطا ہے اور تیری رضا کے لیے ہے، محمد

کریم ﷺ کی طرف سے خالصتاً تیرے لیے قربان کی جا رہی ہے۔''

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : ١٩١٨٧)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے۔

① عاصم بن شریب راوی مجہول ہے، اسے امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ (الجرح والتعدیل: ٦/ ٣٨٧) اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ (میزان الاعتدال: ٣٥٢/٢) نے ''مجہول'' کہا ہے۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے الثقات (٢٣٩/٥) میں ذکر کیا ہے۔

② ابو بکر بن رَجاء زبیدی کی توثیق ثابت نہیں۔

③ ابو الفضل، سفیان بن محمد بن محمود جوہری کی توثیق نہیں ملی۔

④ ابو نصر احمد بن عمرو بن محمد عراقی کی توثیق نہیں مل سکی۔

کسی صحابی، تابعی اور تبع تابعی سے نبی کریم ﷺ کی طرف سے قربانی کرنا ثابت نہیں۔

متفرق احکام:

① ذوالحجہ سے پہلے بال اور ناخن کاٹنے ضروری نہیں، صرف دس دن رکھنا ہے، جہاں قربانی کا اجر پائیں گے، وہاں اس سنت کے نور، برکت اور اجر سے بہرہ مند ہو جائیں گے۔

❁ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب عشرۂ ذوالحجہ داخل ہو جائے اور آپ قربانی کرنا چاہتے ہیں، تو اپنے سر اور جسم کے بال نہ مونڈھیں۔'' (صحیح مسلم : 1977)

❁ سنن النسائی (٤٣٦٢) میں ہے:

''جو قربانی کرنا چاہتا ہو، وہ ذوالحجہ کے پہلے دس دن ناخن نہ تراشے، نہ جسم سے کوئی بال مونڈھے۔''

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (مدینہ میں) قربانی کرنے کے بعد سر کے بال منڈوائے، فرمایا: یہ واجب نہیں۔ (مؤطأ الإمام مالك : 483/2، وسندہٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایام ذی الحجہ میں ایک عورت کو اپنے بچے کے بال کاٹتے دیکھ کر فرمایا:

''اگر قربانی والے دن تک موخر کر دیتی، تو بہتر تھا۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 246/4، ح : 7520، وسندہٗ حسنٌ)

❁ امام سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ خراسان میں فتویٰ دیتے تھے کہ جو قربانی کا ارادہ رکھتا ہو، وہ عشرہ ذوالحجہ میں اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے؟ تو سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے فرمایا: انہوں نے صحیح فتویٰ دیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی یہی فتویٰ دیتے تھے۔

(مسند إسحاق بن راهويه : 1817، وسندہٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ایک صحابی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے پاس قربانی کے لیے صرف بکری ہے، (وہ بھی کسی کو دودھ کے لیے عاریۃً دے رکھی ہے) کیا میں اس کی قربانی کر لوں؟ فرمایا: نہیں، بلکہ آپ (دس ذوالحجہ کو) اپنے بال کاٹ لیں، ناخن تراش لیں، مونچھیں مونڈ لیں اور زیر ناف بال صاف کر لیں، تو اللہ تعالیٰ آپ کو مکمل قربانی کا اجر دے گا۔''

(مسند الإمام أحمد : ١٦٩/٢، سنن أبي داؤد : ٢٧٨٩، سنن النّسائي : ٤٣٦٥، وسندہٗ حسنٌ)

اسے امام ابن حبان (۵۹۱۴)، امام حاکم (۲۲۳/۴) اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

ذوالحجہ کا چاند دیکھنے سے پہلے بال کاٹنا مستحب ہے، ضروری نہیں۔

② قربانی کی استطاعت نہ رکھنے والا ذوالحجہ کا چاند نظر آنے سے پہلے جسم کے فاضل بال (زیرناف)، سر کے بال اور مونچھیں کاٹ لے، ناخن تراشے، پھر قربانی تک اس سے پرہیز کرے، تو اسے قربانی کا پورا اجر وثواب ملے گا۔

(مسند أحمد: ١٦٩/٢، سنن أبي داؤد: ٢٧٨٩، سنن النّسائي: ٤٣٦٥، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ابن حبان (۵۹۱۴)، امام حاکم (۲۲۳/۴) اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

③ قربانی کے لیے نصاب زکوٰۃ کی شرط بے بنیاد ہے، ہر مسلمان اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اپنی صورتِ حال کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کرسکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پوری زندگی نصاب زکوۃ کو نہیں پہنچے، اس کے باوجود قربانی کرتے۔ ادھار لے کر قربانی کرنے والا اجر کثیر کا مستحق ہوگا۔

④ بیک وقت ایک سے زائد قربانیاں کی جاسکتی ہیں۔

⑤ پہلے دن قربانی افضل ہے۔

⑥ بوقت ذبح یہ دعا پڑھنی چاہیے:

بِسْمِ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ .(صحيح مسلم: ١٩٦٦)

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّي وَمِنْ أَهْلِي .

''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ (ذبح کرتا ہوں) اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ! (یہ

قربانی) میری طرف سے اور میرے اہل کی طرف سے قبول فرما۔''

(صحيح مسلم : ١٩٦٧، استدلالًا)

⑦ قربانی کے جانور کا گوشت، سری پائے اور کھال یا چمڑا وغیرہ قصاب کو بطور اجرت دینا ممنوع ہے، اجرت اپنی جیب سے دی جائے۔

⑧ قربانی کے گوشت میں مساکین وفقرا کا حق ہے، جو انہیں ملنا چاہیے، مقدار مقرر نہیں، بقیہ گوشت ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔(صحيح البخاري : ٥٥٦٩)

⑨ چرمہائے قربانی اور کھالیں کسی حق دار (مسکین ومحتاج) کو دی جائیں۔

(صحيح البخاري : ١٧١٧، صحيح مسلم : ١٣١٧)

نیز اپنے ذاتی استعمال میں بھی لائی جاسکتی ہیں۔(صحيح مسلم : ١٩٧١)

⑩ قربانی کے جانور کا کوئی حصہ فروخت کیا جا سکتا ہے، نہ اپنی ذاتی خدمت کے عوض کسی کو دیا جا سکتا ہے، کھال فروخت کرنا پڑے، تو اس کی قیمت مساکین وفقرا کو دے دی جائے۔

⑪ قربانی کی نیت سے جانور پالا، دوندا نہیں ہوا، وقت سے پہلے مر گیا یا گم ہو گیا، تو اس صورت میں اگر اس کی بجائے دوسرا جانور قربان کرنے کی استطاعت ہے، تو درست، ورنہ قربانی نہ کرنے کی وجہ سے گناہ گار نہیں۔

⑫ میت کی طرف سے قربانی کرنا ثابت نہیں۔

⑬ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔(صحيح مسلم : ٣٦٠)

⑭ قربانی کی نیت سے جانور پال رکھا تھا، ضرورت پڑنے پر اسے بیچ کر ضرورت پوری کی جا سکتی ہے۔

⑮ قربانی کا جانور مر جائے، تو اگر استطاعت ہے، اس کی جگہ دوسرا جانور خرید کر قربانی کر دے، اگر استطاعت نہیں ہے، تو کوئی حرج نہیں۔

⑯ قربانی کا جانور چوری ہو گیا، اگر استطاعت ہے، تو دوسرا جانور قربان کر دے اور اگر استطاعت و وسعت نہیں، تو کوئی حرج نہیں۔

⑰ قربانی کا جانور گم ہو گیا، اگر استطاعت ہے، تو دوسرا جانور قربان کر دے، ورنہ کوئی حرج نہیں۔

اس حوالے سے ایک ضعیف حدیث بھی آتی ہے، جس کا تعلق ہدی سے ہے، نہ کہ قربانی سے۔ ہدی اور قربانی کے کئی احکام و مسائل میں فرق ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

أَهْدٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ نَجِيبًا فَأَعْطٰى بِهَا ثَلَاثَ مِائَةِ دِينَارٍ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي أَهْدَيْتُ نَجِيبًا فَأَعْطَيْتُ بِهَا ثَلَاثَ مِائَةِ دِينَارٍ، أَفَأَبِيعُهَا وَأَشْتَرِي بِثَمَنِهَا بُدْنًا، قَالَ: لَا، انْحَرْهَا إِيَّاهَا.

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہدی کے لیے عمدہ قسم کی اونٹنی خاص کر دی، انہیں اس اونٹنی کی تین سو دینار قیمت مل رہی تھی، تو آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے ایک عمدہ قسم کی اونٹنی ہدی کے لیے رکھی ہے، مجھے اس کے تین سو دینار مل رہے ہیں، کیا میں اسے بیچ سکتا ہوں اور اس کے بدلے میں زیادہ اونٹ خرید لوں؟ فرمایا: نہیں، اونٹنی کو ہی نحر کیجئے۔''

(مسند الإمام أحمد: 6325، سنن أبي داود: 1756)

سند ضعیف و منقطع ہے۔

① جہم بن جارود مجہول الحال ہے۔

② جہم بن جارود کا سالم بن عبد اللہ سے سماع نہیں ہے۔

✿ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ لِجَهْمٍ سَمَاعٌ مِّنْ سَالِمٍ .

''جہم کا سالم سے سماع معروف نہیں ہے۔''

(التّاریخ الکبیر: 230/2)

جانور خصی کرنے کی شرعی حیثیت

❁ اللہ تعالیٰ نے شیطان لعین کا قول نقل فرمایا ہے:

﴿وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ (النساء : ۱۱۹)

''میں انہیں حکم دوں گا اور وہ تخلیق الٰہی کو ضرور بدل دیں گے۔''

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (تفسیر طبری: ۱۰۴۷۰، وسندہ صحیح) فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ سے جانور خصی کرنے کی کراہت ثابت ہوتی ہے، کیونکہ یہ فعل اللہ کی تخلیق میں بگاڑ کا باعث ہے۔

❁ شہر بن حوشب (تفسیر طبری: ۱۰۴۷۵، وسندہ صحیح) اور سفیان رحمہما اللہ (تفسیر طبری: ۱۰۴۷۵، وسندہ صحیح) فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ سے جانور خصّی کرنا مراد ہے۔

❁ عکرمہ رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَرِهَ خِصَاءِ الدَّوَابِّ .

''وہ جانوروں کو خصی کرنا مکروہ سمجھتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ۲۲٦/۱۲، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلٰى أَهْلِ مِصْرَ يَنْهَاهُمْ عَنْ خِصَاءِ الْخَيْلِ، وَأَنْ يُجْرِيَ الصِّبْيَانُ الْخَيْلَ .

''امام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اہل مصر کی طرف خط لکھا جس میں گھوڑوں کو

خصی کرنے اور بچوں کی گھڑ سواری سے منع فرمایا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ١٢/٢٢٥، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں، میں نے امام اوزاعی رحمہ اللہ سے جانور کو خصّی کرنے کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

كَانُوا يَكْرَهُونَ خِصَاءَ كُلِّ شَيْءٍ لَّهٗ نَسْلٌ .

''اسلاف ان جانوروں کو خصی کرنا مکروہ سمجھتے تھے، جن کی نسل چل سکتی ہے۔''

(مصنّف عبد الرّزاق : ٤/٤٥٨، ح : ٨٤٤٧)

❁ نافع رحمہ اللہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ كَانَ يَكْرَهُ الْإِخْصَاءَ، وَيَقُولُ : فِيهِ تَمَامُ الْخَلْقِ .

''آپ رحمہ اللہ خصی کرنے کو مکروہ جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ (خصی نہ کرنا) تخلیق کی تکمیل ہے۔''

(مؤطّأ الإمام مالك : ٢٧٢٩، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ اسحاق بن منصور مروزی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قُلْتُ : يُكْرَهُ إِخْصَاءُ الدَّوَابِّ، قَالَ : إِي لَعَمْرِي، هِيَ نَمَاءُ الْخَلْقِ، قَالَ إِسْحَاقُ : كَمَا قَالَ .

میں نے کہا: کیا جانوروں کو خصی کرنا مکروہ ہے؟ آپ (امام احمد رحمہ اللہ) نے فرمایا: ہاں، اللہ کی قسم! یہ (اعضائے تناسل) تخلیق الٰہی کی تکمیل ہیں۔ امام اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرا بھی یہی مؤقف ہے۔''

(مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهويه : ٢٧٨٦)

یہ تو کراہت کے بارے میں اقوال تھے۔ بعض اہل علم نے خصی کرنے کی رخصت بھی دی ہے:

① حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بکرے اور دنبے کو خصی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔''

(تفسیر الطّبري : ١٠٤٧٥، وسندهٗ صحیحٌ)

② ہشام بن عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَبَاهُ (عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ) خَصٰى بَغْلًا لَّهٗ .

''ان کے والد عروہ بن زبیر تابعی رحمہ اللہ نے اپنا ایک خچر خصی کیا تھا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ١٢/٢٢٦، وسندهٗ صحیحٌ)

③ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ گھوڑا خصی کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

(مصنف ابن أبي شيبة : ١٢/٢٢٧، وسندهٗ صحیحٌ)

دونوں طرف کے اجتہادات کو مدنظر رکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ وقت ضرورت جانور کو خصی کیا جا سکتا ہے، بغیر ضرورت کے ایسا کرنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔

❀ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

يَحْتَمِلُ جَوَازُ ذٰلِكَ إِذَا اتَّصَلَ بِهٖ غَرَضٌ صَحِيحٌ كَمَا رُوِينَا عَنِ التَّابِعِينَ .

''جب کوئی واقعی ضرورت درپیش ہو، تو خصی کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے، جیسا کہ ہم نے تابعین کرام سے روایت کیا۔''

(السّنن الكبرىٰ : ١٠/٢٤)

تنبیہ بلیغ:

نبی اکرم ﷺ سے جانور خصی کرنے کی ممانعت یا جواز ثابت نہیں۔ اس بارے میں واردشدہ تمام روایات ''ضعیف'' اور نا قابل استدلال ہیں، ملاحظہ ہوں:

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں؛

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ صَبْرِ الرُّوحِ، وَعَنْ إِخْصَاءِ الْبَهَائِمِ نَهْيًا شَدِيدًا.

''نبی اکرم ﷺ نے جانوروں کو باندھ کر نشانہ بنانے اور ان کو خصی کرنے سے سخت منع فرمایا ہے۔''

(مسند ابن أبي شيبة [كما في اتحاف الخيرة للبوصيري]: ٣٣٩٣، مسند أبي يعلى: ٢٤٩٧، مسند البزّار (كشف الأستار): ١٦٩٠، السّنن الكبرىٰ للبيهقي: ٢٤/١٠)

تبصرہ:

سند ''ضعیف'' ہے۔

① روایت مرسل ہے، اس کا مرسل ہونا ہی درست ہے، اسے صرف عبید اللہ بن موسیٰ نے موصول بیان کیا ہے، ابن ابی ذئب کے باقی شاگرد اسے عبید اللہ بن عبداللہ کی مرسل روایت بناتے ہیں، وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا واسطہ ذکر نہیں کرتے۔

② زہری رحمہ اللہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ اس روایت میں جانور خصی کرنے کا ذکر زہری کا ادراج ہے، جیسا کہ مسند ابن ابی شیبہ اور مسند ابی یعلی (۲۴۹۷) کی سند سے ظاہر ہے۔ راوی کو وہم ہوا اور اس نے ان الفاظ کو مرفوع ذکر کر دیا ہے۔

② سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ إِخْصَاءِ الْخَيْلِ وَالْبَهَائِمِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں اور مویشیوں کو خصّی کرنے سے منع فرمایا۔''

(مسند الإمام أحمد : ٢٤/٢)

تبصرہ:

سند ''ضعیف'' ہے۔ عبداللہ بن نافع مدنی ''ضعیف'' ہے۔

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ . ''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : ١٢/٤)

③ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا إِخْصَاءَ فِي الْإِسْلَامِ .

''اسلام میں خصی کرنے کی کوئی اجازت نہیں۔''

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : ٢٤/١٠)

تبصرہ:

سند سخت ''ضعیف'' ہے:

① عبداللہ بن لہیعہ ''ضعیف، مدلس اور مختلط'' ہے۔

② مقدام بن داؤد رعینی بھی سخت ''ضعیف'' ہے۔

(تقریب التّهذیب لابن حَجَر : ٣٦٦١)

④ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ إِخْصَاءِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْخَيْلِ، وَقَالَ : إِنَّمَا النَّمَاءُ فِي الْحَبَلِ .

''رسول اللہ ﷺ نے اونٹ، بیل، بکرے اور گھوڑے کو خصی کرنے سے منع کیا اور فرمایا: افزائش نسل تو گابھن کرنے سے ہی ہوتی ہے۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ٢٤/١٠، الكامل لابن عدي : ١٨٠/٢)

تبصرہ:

سند جبارہ بن مغلس ''ضعیف'' کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ . ''اسے جمہور نے ضعیف کہا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : ٢٠/٩)

⑤ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْإِخْصَاءِ، وَقَالَ : فِيهِ نَمَاءُ الْخَلْقِ .

''نبی اکرم ﷺ نے جانور خصی کرنے سے منع کیا اور فرمایا: اس (عضو تناسل) میں تخلیق کی افزائش ہے۔''

(الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي : ١٨١/٢)

تبصرہ:

سند ''ضعیف'' ہے۔ جبارہ بن مغلس ''ضعیف'' ہے۔

⑥ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ إِخْصَاءِ الْبَهَائِمِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مویشی خصی کرنے سے منع فرمایا۔''

(الكامل لابن عدي : ٢/١٨١)

تبصرہ:

اس سند میں بھی جبارہ بن مغلس ''ضعیف'' ہے۔

⑦ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ إِخْصَاءِ الْفَحُولَةِ، لِأَنْ لَّا يَنْقَطِعَ النَّسْلُ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نَر کو خصی کرنے سے منع فرمایا، تاکہ نسل ختم نہ ہو جائے۔''

(الكامل لابن عدي : ٣/٢٨٧)

تبصرہ:

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔ سلیمان بن مسلم خشاب کو حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''متہم'' قرار دیا ہے۔ نیز حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی بیان کردہ دو حدیثوں کو من گھڑت کہا ہے۔

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا قَلِيلُ الْحَدِيثِ، وَهُوَ شِبْهُ الْمَجْهُولِ .

''اس کی بیان کردہ احادیث بہت کم ہیں اور یہ مجہول راویوں جیسا ہے۔''

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال : ٣/٢٨٧)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شَيْخٌ يَرْوِي عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ مَا لَيْسَ مِنْ حَدِيثِهِ، لَا تَحِلُّ الرِّوَايَةُ عَنْهُ إِلَّا عَلٰى سَبِيلِ الْاِعْتِبَارِ لِلْخَوَاصِّ.

''یہ شیخ ہے، جو سلیمان تیمی سے وہ روایات بیان کرتا ہے، جو اس کی بیان کردہ نہیں ہوتیں۔ اس کی روایت کو بیان کرنا جائز نہیں۔ صرف ماہرین متابعات وشواہد کے ضمن میں ایسا کر سکتے ہیں۔''

(كتاب المَجروحين : ٣٣٢/١)

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ جِدًّا. ''یہ سخت ضعیف ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : ٢٦٩/٧، ٣٩٥/١٠)

⑧ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْإِخْصَاءِ، وَقَالَ: إِنَّمَا النَّمَاءُ فِي الذُّكُورِ.

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خصی کرنے سے منع کیا اور فرمایا: افزائش نسل تو نر سے ہوتی ہے۔''

(الكامل لابن عدي : ٣٢١/٤، ١٨١/٢، مختصراً)

تبصرہ:

سند من گھڑت ہے۔

① عبد الرحمٰن بن حارث کفرتوثی جحدر کے بارے میں امام ابن عدی رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:

يَسْرِقُ الْحَدِيثَ . ''یہ احادیث میں سرقہ کرتا تھا۔''

② سفیان ثوری رحمہ اللہ کا عنعنہ ہے۔

③ اس میں ایک اور علت قادحہ بھی ہے۔

⑨ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِخْصَاءِ، وَقَالَ: إِنَّمَا النَّمَاءُ فِي الذُّكُورِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خصّی کرنے سے منع کیا اور فرمایا: افزائش نسل تو نر ہی میں ہوتی ہے۔''

(الكامل لابن عدي: ٢/١٨١، ٤/٣٢١)

تبصرہ:

سند ''ضعیف'' ہے، یوسف بن محمد بن سابق قرشی کی سوائے امام ابن حبان رحمہ اللہ کے کسی نے توثیق نہیں کی، لہٰذا یہ مجہول الحال ہے۔ نیز یحییٰ بن یمان کا عبیداللہ سے سماع بھی معلوم نہیں ہوسکا۔

⑩ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ إِخْصَاءِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْخَيْلِ، وَقَالَ: إِنَّمَا النَّمَاءُ فِي الْحَبَلِ .

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ، بیل، بکرے، دنبے اور گھوڑے کو خصی کرنے سے منع کیا اور فرمایا: افزائش نسل تو نر ہی میں ہوتی ہے۔''

(الكامل لابن عدي: ٢/١٨١)

تبصرہ:

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① **محمد بن حسن بن حرب کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔**

② **سلیمان بن عمر اقطع ''مجہول الحال'' ہے۔سوائے امام ابن حبان رحمہ اللہ کے کسی نے اس کی توثیق نہیں کی۔**

③ **عبداللہ بن نافع مدنی ''ضعیف'' ہے۔**

(تقریب التّهذیب لابن حجر : ٣٦٦١)

⑪ **سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:**

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ إِخْصَاءِ الْبَهَائِمِ، لَا تَقْطَعُوا نَمَاءَ اللّٰهِ .

''رسول اللہ ﷺ نے مویشی خصّی کرنے سے منع کیا، نیز فرمایا: اللہ کی تخلیق منقطع نہ کرو۔''

(الكامل لابن عدي : ١٨١/٢)

تبصرہ:

سند ''ضعیف'' ہے۔

① **حبی بن حاتم جرجرائی کے حالات نہیں مل سکے۔**

② **ابومعاویہ ضریر ''مدلس'' ہیں اور عن سے بیان کر رہے ہیں۔**

⑫ **سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:**

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْإِخْصَاءِ، وَقَالَ :

فِيهِ نَمَاءُ الْخَلْقِ .

''نبی اکرم ﷺ نے خصی کرنے سے منع کیا اور فرمایا: اس (عضو تناسل) میں تخلیق کی افزائش ہوتی ہے۔''

(الكامل لابن عدي : ١٧١/٧، تاريخ ابن عساكر : ٣٧٨/١)

تبصرہ:

سند سخت ''ضعیف'' ہے، یوسف بن یونس ابو یعقوب افطس کے بارے میں امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُلُّ مَا رَوٰى عَمَّنْ رَوٰى مِنَ الثِّقَاتِ مُنْكَرٌ .

''اس نے ثقہ راویوں سے جتنی بھی روایات بیان کی ہیں، وہ سب منکر ہیں۔''

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ اس کی ایک روایت کو بے اصل قرار دے کر لکھتے ہیں:

اَلْأَفْطَسُ لَا يَجُوزُ الْاِحْتِجَاجُ بِمَا انْفَرَدَ بِهٖ .

''افطس جس روایت کو بیان کرنے میں منفرد ہو، اس سے دلیل لینا جائز نہیں۔''

(كتاب المَجروحين : ١٣٧/٣)

❁ البتہ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اسے ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

(تاريخ بغداد للخطيب : ٢٩٨/١٤، وسندهٔ صحيحٌ)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ اس کی دو روایات ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''ان کو بیان کرنے والا ''ثقہ'' نہیں ہوسکتا۔''

(ميزان الاعتدال : ٤٧٦/٤)

اسے امام ابن عدی رحمہ اللہ (الکامل: ۱۷۱/۷) اور امام نسائی رحمہ اللہ (لسان المیزان لابن

حجر:۳/۳۳۱) نے ''منکر'' کہا ہے۔

⑬ سیدنا حارث بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ إِخْصَاءِ الْخَيْلِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کو خصی کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

(تاريخ ابن عساكر : ١٣/٣٤)

تبصرہ:

سند ''ضعیف'' ہے۔ اس کے کئی راویوں کے حالات نہیں مل سکے۔

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ حافظ علائی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

رِجَالُ هٰذَا السَّنَدِ لَا يُعْرَفُونَ .

''اس سند کے کئی راوی غیر معروف ہیں۔''

(لسان الميزان : ٨٩/١)

⑭ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

ذَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مُوجَأَيْنِ .

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگوں والے، چتکبرے اور خصی دو مینڈھے ذبح کیے۔''

(مسند الإمام أحمد : ٣٧٥/٣، سنن أبي داوٗد : ٢٧٩٥، سنن ابن ماجه : ٣١٢١)

تبصرہ:

سند ''ضعیف'' ہے۔ محمد بن اسحاق ''مدلس'' ہیں اور ''عن'' سے یہ روایت بیان کر رہے ہیں، خصی کے الفاظ کے ساتھ کہیں بھی سماع کی تصریح نہیں مل سکی۔

⑮ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّي بِكَبْشٍ أَقْرَنَ فَحِيلٍ .

''رسول اللہ ﷺ سینگوں والا مینڈھے کی قربانی کی، جو خصی نہیں تھا۔''

(سنن أبي داود : ٢٧٩٦، سنن النسائي : ٤٣٩٠، سنن الترمذي : ١٤٩٦، سنن ابن ماجه : ٣١٢٨)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے۔

① حفص بن غیاث مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② ابو جعفر محمد بن علی باقر کا سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَبُو جَعْفَرٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ .

''ابو جعفر محمد بن علی باقر نے سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔''

(اتّحاف المَهَرة : ٤٠٢/٥)

⑯ یہ روایت سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷺ سے بھی مروی ہے۔

(المعجم الكبير للطبراني : ١١٥٧٧)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے۔

① احمد بن رشدین جمہور ائمہ کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

② روح بن صلاح متکلم فیہ راوی ہے، اس کی منکر روایات ہیں۔

③ داود بن حصین کی روایت عکرمہ سے ضعیف ہوتی ہے۔

❀ مصنف عبد الرزاق (۸۱۳۲) والی سند بھی ضعیف ہے۔

① عبدالرزاق بن ہمام مدلس ہیں۔

② ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ اسلمی ''متروک'' ہے۔

③ داود بن حصین کی روایت عکرمہ سے منکر ہوتی ہے۔

تنبیہ :

① ابراہیم نخعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

نَهٰى عُمَرُ عَنْ إِخْصَاءِ الْخَيْلِ .

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے گھوڑوں کو خصّی کرنے سے منع فرمایا۔''

(مسند علي بن الجعد : ٢١٢٩)

سند ضعیف ہے۔

① شریک بن عبداللہ قاضی ''مدلس'' ہیں۔

② ابراہیم نخعی کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سماع ولقا نہیں، لہٰذا یہ قول منقطع ہے۔

❁ سنن کبری بیہقی (۲۴/۱۰) کی سند بھی ضعیف ہے۔ عاصم بن عبیداللہ کو جمہور نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(مجمع الزوائد : ١٥٠/٨، النكت لابن حجر : ٧٥/١، عمدة القاري للعيني : ١٣/١١)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رِوَايَاتُ عَاصِمٍ فِيهَا ضَعْفٌ .

''عاصم کی روایات میں کمزوری ہے۔''(السّنن الكبرىٰ : ٢٤/١٠)

تنبیہ :

خصی جانور کی قربانی بالا جماع جائز ہے، جانور کو خصی کرنا شرعاً ممنوع نہیں، لہٰذا خصی

ہونا عیب نہ ہوا، خصوصا ایسے جانور کے حوالے سے جسے قربانی کے لیے خاص کیا گیا ہو، خصی جانور موٹا تازہ ہوتا ہے، اس کا گوشت انتہائی عمدہ اور نفیس ہوتا ہے، لہٰذا قربانی کے جانور کو خصی کرنا خوبی ہے، نہ کی عیب۔ اس لیے خصی ہونا قربانی کے لیے مانع نہیں۔

❀ **حافظ ابن حجر** رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ هٰذَا عَيْبًا .

''خصی ہونا عیب نہیں ہے۔''(فتح الباري : ۱۰/۱۰)

❀ **امام احمد بن حنبل** رحمہ اللہ خصی جانور کی قربانی کے بارے میں فرماتے ہیں:

أَرْجُو أَنْ لَّا يَكُونَ بِهٖ بَأْسٌ .

''اس میں کوئی حرج نہیں۔''

(مسائل الإمام أحمد وإسحاق بن راهويه، برواية الكوسج : ٣٦٨/٢)

❀ **علامہ ابن قدامہ مقدسی** رحمہ اللہ (٦٢٠ھ) بیان کرتے ہیں:

لَا نَعْلَمُ فِي هٰذَا خِلَافًا .

''ہمیں اس میں اختلاف معلوم نہیں۔''

(المغني : ٤٧٦/٣، ٤٤٢/٩)

تنبیہ:

❀ **مشہور مفسر علامہ قرطبی** رحمہ اللہ (٦٧١ھ) لکھتے ہیں:

لَمْ يَخْتَلِفُوا أَنَّ خِصَاءَ بَنِي آدَمَ لَا يَحِلُّ وَلَا يَجُوزُ، لِأَنَّهٗ مُثْلَةٌ وَّتَغْيِيرٌ لِّخَلْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَكَذٰلِكَ قَطْعُ سَائِرِ أَعْضَائِهِمْ فِي

غَيْرِ حَدٍّ وَّلَا قَوَدٍ .

''مسلمانوں کا اجماع واتفاق ہے کہ انسانوں کوخصی کرنا حلال اور جائز نہیں، کیونکہ یہ مثلہ اور تخلیق الٰہی میں تبدیلی ہے۔اسی طرح حدود وقصاص کے علاوہ انسانوں کے باقی اعضاء کو کاٹنا بھی حرام ہے۔''

(أحکام القرآن : ۳۹۱/۵)

حلال جانور میں حرام اعضا؟

ذبح کے وقت بہنے والا خون بالاتفاق حرام ہے۔اس کے علاوہ حلال جانور کے تمام اعضاواجزا حلال ہیں، جبکہ احناف کے نزدیک حلال جانور میں سات اجزا حرام ہیں۔

❁ علامہ ابن عابدین حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:

اَلْمَكْرُوهُ تَحْرِيمًا مِّنَ الشَّاةِ سَبْعٌ الْفَرْجُ وَالْخُصْيَةُ وَالْغُدَّةُ وَالدَّمُ الْمَسْفُوحُ وَالْمَرَارَةُ وَالْمَثَانَةُ وَالذَّكَرُ.

''بکری کے سات اعضا کو کھانا مکروہ تحریمی (حرام) ہے؛ ا۔شرمگاہ ۲۔کپورے ۳۔غدود ۴۔دم مسفوح (ذبح کے وقت بہنے والا خون) ۵۔مرارہ (پتہ) ۶۔مثانہ ۷۔اگلی شرمگاہ۔(العُقُود الدُّرِّيّة :5/1)

❁ مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب فرماتے ہیں:

''سات چیزیں حلال جانور کی کھانی منع ہیں، ذکر، فرج مادہ، غدود، حرام مغز جو پشت کے مہرہ میں ہوتا ہے، خصیہ، پتہ یعنی مرارہ جو کلیجہ میں تلخ پانی کا ظرف ہے۔''

(تذکرۃ الرشید:1/174)

❁ مولانا احمد یار خان نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

''حلال جانور کے بعض اجزا حرام ہیں، جیسے خون، پتہ، فرج، خصیہ وغیرہ۔''

(تفسیر نور العرفان، ص547)

❁ یہی بات احمد رضا خان بریلوی صاحب نے بھی کہی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ:234/20)

اب احناف کے دلائل ملاحظہ ہوں:

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ مِنَ الشَّاةِ سَبْعًا؛ الْمَرَارَةَ، وَالْمَثَانَةَ، وَالْمَحْيَاةَ، وَالذَّكَرَ، وَالْأُنْثَيَيْنِ، وَالْغُدَّةَ، وَالدَّمَ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری سے سات چیزیں ناپسند کرتے تھے؛ ا۔ پتہ ۲۔ مثانہ ۳۔ پچھلی شرمگاہ ۴۔ اگلی شرمگاہ ۵۔ کپورے ۶۔ غدود ۷۔ خون (بوقت ذبح بہتا ہوا۔)''

(المُعجم الأوسط للطَّبَراني : 9480)

تبصرہ:

اس کی سند موضوع من گھڑت ہے:

① یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن عباد واسطی ''کذاب ووضاع'' ہے۔

② یحییٰ بن عبدالحمید حمانی جمہور کے ہاں ''ضعیف'' ہے۔

❀ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ. ''جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(البَدر المُنير : 224/3)

③ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم بھی جمہور کے ہاں ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَكْثَرُ عَلٰى تَضْعِيفِهٖ.

''اکثر محدثین اسے ''ضعیف'' قرار دیتے ہیں۔''

(مَجمع الزّوائد : 20/2)

❁ مجاہد بن جبر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ مِنَ الشَّاةِ سَبْعًا؛ الدَّمَ، وَالْحَيا، وَالْأُنْثَيَيْنِ، وَالْغُدَّةَ، وَالذَّكَرَ، وَالْمَثَانَةَ، وَالْمَرَارَةَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری سے سات اعضا کو ناپسند کرتے تھے:ا۔(بوقت ذبح بہنے والا)خون۲۔شرمگاہ۳۔کپورے۴۔غدود۵۔اگلی شرمگاہ۶۔مثانہ۷۔پتہ۔''

(مصنّف عبد الرّزاق :8771، السّنن الكبرى للبيهقي : 7/10)

تبصرہ:

یہ روایت کئی وجہ سے ضعیف اور باطل ہے:

① مرسل ہے۔مجاہد تابعی براہ راست رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر رہے ہیں۔

② واصل بن ابی جمیل ضعیف ہے۔

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا شَيْءَ . ''یہ کچھ نہیں ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 30/9، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابن شاہین (الضعفاء :666) اور حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ نے اسے الضعفاء میں ذکر کیا ہے۔امام ابن حبان رحمہ اللہ (الثقات :559/7) کے علاوہ کسی نے اسے ثقہ نہیں کہا۔

❁ حافظ ابن قطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَاصِلٌ لَّمْ تَثْبُتْ عَدَالَتُهٗ . ''واصل کی عدالت ثابت نہیں۔''

(فيض القدير للمَناوي : 100/2)

❀ مجاہد اس روایت کو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے موصولا بھی بیان کرتے ہیں۔

(الكامل لابن عدي : 12/5، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 710)

لیکن یہ روایت بھی موضوع و من گھڑت ہے۔عمر بن موسی وجیہی باتفاق ائمہ ضعیف منکر الحدیث اور متروک ہے۔امام بیہقی رحمہ اللہ اس حدیث کو ضعیف قرار دینے کے بعد اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لَا يَصِحُّ وَصْلُهُ . ''اس کا موصول ہونا درست نہیں۔''

(السّنن الكبرى للبيهقي : 810)

ثابت ہوا کہ حلال جانور میں سوئے دم مسفوح (بوقت ذبح بہنے والا خون) کے کوئی چیز حرام نہیں ہے۔سات اجزا کو حرام کہنے والوں کا نظریہ خطا پر مبنی ہے، کیوں کہ ان کی حرمت پر کوئی ثقہ دلیل موجود نہیں ہو سکی۔

فائدہ:

① اوجھڑی کھانا جائز ہے، احناف مگر اس کو مکروہ قرار دیتے ہیں:

❀ مولانا عبد الحیٔ لکھنوی صاحب فرماتے ہیں:

''اوجھڑی کا کھانا مکروہ ہے۔''(مجموع الفتاوی : 297/3)

❀ احمد رضا خان بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

''اوجھڑی کھانا مکروہ ہے۔''(ملفوظات:358/4)

② بعض حضرات نے حلال جانور میں 22 چیزیں مکروہ یا حرام قرار دی ہیں۔ گردے کے متعلق مولانا رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں:

”بعض روایات میں گردہ کی کراہت لکھتے ہیں اور کراہت تنزیہ پر حمل کرتے ہیں۔“

(تذکرۃ الرشید:174/1)

ہم کہتے ہیں کہ اوجھڑی اور گردے کے مکروہ ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

❀ احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:

”امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ المتوفی 150ھ نے فرمایا: خون تو بحکم قرآن حرام ہے اور باقی چیزیں میں مکروہ سمجھتا ہوں۔“

(فتاویٰ رضویہ:234/20)

یہ امام صاحب سے ثابت نہیں ہوسکی۔

فائدہ:

❀ علامہ سمرقندی حنفی (۵۴۰ھ) لکھتے ہیں:

نَقُولُ : الْحَيَوَانُ إِذَا ذُبِحَ إِنْ كَانَ مَأْكُولَ اللَّحْمِ يَطْهُرُ بِجَمِيعِ أَجْزَائِهِ إِلَّا الدَّمَ .

”ہم کہتے ہیں: ماکول اللحم جانور کو ذبح کیا جائے، تو اس کے تمام اعضا پاک ہیں، سوائے دمِ مسفوح (ذبح کے وقت بہنے والے خون) کے۔“

(تحفة الفقهاء :70/1)

الحاصل:

حلال جانور میں ذبح کے وقت بہنے والے خون کے علاوہ اس کا کوئی بھی عضو حرام یا مکروہ نہیں۔

تکبیرات ذوالحجہ

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدَاكُمْ﴾(الحجّ : ٣٧)

''تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو، کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے۔''

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ﴾(البقرة : ٢٠٣)

''ایامِ معدودات میں اللہ کا ذکر کرو۔''

❁ اس آیت کی تفسیر میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

هِيَ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ. ''یہاں ایام تشریق مراد ہیں۔''

(معرفة السنن والآثار للبيهقي : 255/4، وسندهٗ صحيحٌ)

اس کی سند کو حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنیر : ٦/٤٣٠) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (التلخیص الحبیر : ٢/٦٠٨) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

تکبیرات کا آغاز یومِ عرفہ (نو ذوالحجہ) کی نمازِ فجر سے ہوتا ہے اور اختتام تیرہ ذوالحجہ کی عصر کے بعد ہوتا ہے۔ اس پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اجماع نقل کیا ہے۔

(العُدّة في أصول الفقه لابن الفرّاء : 1061/4)

❁ ابو وائل شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نو ذوالحجہ کو نمازِ فجر سے لے کر آخری یومِ تشریق (تیرہ ذوالحجہ) کو نمازِ عصر کے بعد تک تکبیرات پڑھتے تھے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 165/2، وسندهٗ صحيحٌ)

یہ تکبیرات بآواز بلند فرض نمازوں کے بعد بھی کہنی چاہئیں اور عام اوقات میں بھی۔

❁ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی أَنَّهٗ يُشْرَعُ التَّكْبِيرُ عَقِيبَ الصَّلَوَاتِ فِي هٰذِهِ الْأَيَّامِ فِي الْجُمْلَةِ، وَلَيْسَ فِيهِ حَدِيثٌ مَرْفُوعٌ صَحِيحٌ، بَلْ إِنَّمَا فِيهِ آثَارٌ عَنِ الصَّحَابَةِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، وَعَمَلُ الْمُسْلِمِينَ عَلَيْهِ .

''اہل علم اتنی بات پر متفق ہیں کہ ان دنوں (نو ذوالحجہ سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ کی عصر تک) میں فرض نمازوں کے بعد تکبیرات کہنا مشروع ہے۔ اس باب میں کوئی مرفوع صحیح حدیث نہیں، البتہ آثار صحابہ و تابعین اور مسلمانوں کا عمل منقول ہے۔''

(فتح الباري لابن رجب : 22/9)

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

كَانَ يُكَبِّرُ فِي قُبَّتِهٖ بِمَنًى، فَيَسْمَعُهٗ أَهْلُ الْمَسْجِدِ فَيُكَبِّرُونَ، فَيَسْمَعُهٗ أَهْلُ السُّوقِ فَيُكَبِّرُونَ حَتّٰى تَرْتَجَّ مِنًى تَكْبِيرًا وَاحِدًا .

''آپ رضی اللہ عنہ منیٰ میں اپنے خیمہ میں (بآواز بلند) تکبیرات کہتے تھے کہ حاضرین مسجد آپ کی تکبیر کو سن لیتے، وہ بھی تکبیرات کہنے لگتے، تو بازار والے سن لیتے، وہ بھی تکبیرات کہنے لگتے، یوں منیٰ ایک ساتھ تکبیر سے گونج اُٹھتا۔''

(السنن الكبرىٰ للبيهقي : 6267، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

كَانَ يُكَبِّرُ بِمِنًى تِلْكَ الْأَيَّامَ خَلْفَ الصَّلَوَاتِ، وَعَلٰى فِرَاشِهٖ،

وَفِي فُسْطَاطِهٖ، وَفِي مَمْشَائِهٖ تِلْكَ الْأَيَّامَ جَمِيعًا .

''آپ رضی اللہ عنہ ان دنوں (ایام تشریق) میں منی کے اندر فرض نمازوں کے بعد، بستر پر، خیمے میں اور چلتے پھرتے تکبیرات کہتے تھے۔''

(الأوسط لابن المُنذر : 299/4، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسلمان نو ذوالحجہ کو فرض نماز کے بعد قبلہ کی طرف منہ کر کے یہ تکبیرات پڑھتے تھے:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ .

''اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے، تعریف وثناء بھی اسی ہی کی ہے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 167/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نو ذوالحجہ کی نمازِ فجر سے لے کر تیرھویں ذوالحجہ کی شام تک یہ تکبیرات پڑھتے تھے:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَأَجَلُّ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ .

''اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، وہ انتہائی عظمت والا ہے، وہ سب سے بڑا ہے، تعریف بھی اسی ہی کی ہے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 167/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ الفاظ بھی ثابت ہیں:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ وأَجَلُّ،

اَللّٰهُ أَكْبَرُ عَلٰى مَا هَدَانَا .

''اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اسی کی تعریف ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، وہ انتہائی عظمت والا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اس وجہ سے کہ اس نے ہمیں ہدایت دی۔''

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : 315/3، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہمیں تکبیرات کے کلمات سکھاتے تھے، کہتے تھے کہ ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کریں:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ أَعْلٰى وَأَجَلُّ مِنْ أَنْ تَكُوْنَ لَكَ صَاحِبَةٌ أَوْ يَكُوْنَ لَكَ وَلَدٌ أَوْ يَكُوْنَ لَكَ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ أَوْ يَكُوْنَ لَكَ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا .

''اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ! تو اس سے اعلیٰ و اجل ہے کہ تیری کوئی بیوی ہو یا تیری اولاد ہو یا بادشاہی میں تیرا کوئی شریک ہو یا عاجزی و کمزوری کی وجہ سے تیرا کوئی مددگار رہو، اس اللہ کو جان کر اس کی بڑائی بیان کرتے رہو، اے اللہ! ہمیں معاف فرما، اے اللہ! ہم پر رحم فرما!''

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : 316/3، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ امام حسن بصری رحمہ اللہ یہ تکبیرات پڑھتے تھے:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ .

''اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔''

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 316/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

يُكَبِّرُ النَّاسُ فِي الْآفَاقِ وَالْحَضَرِ وَالسَّفَرِ كَذٰلِكَ، وَمَنْ يَحْضُرُ مِنْهُمْ الْجَمَاعَةَ، وَلَمْ يَحْضُرْهَا وَالْحَائِضُ وَالْجُنُبُ وَغَيْرُ الْمُتَوَضِّىءِ فِي السَّاعَاتِ مِنْ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ .

''تمام علاقوں کے لوگوں کو سفر وحضر میں تکبیرات پڑھنی چاہیے، کوئی جماعت کے ساتھ نماز پڑھے یا بغیر جماعت کے۔ اسی طرح حائضہ، جنبی اور بے وضو دن رات کی ہر گھڑی میں تکبیرات کہیں۔''

(كتاب الأمّ :275/1)

تنبیہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تکبیرات کے الفاظ ثابت نہیں۔

سنن دارقطنی (۲/۵۰) والی مرفوع روایت سخت ''ضعیف'' ہے۔ اس میں عمرو بن شمر ''متروک وکذاب'' ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلِلّٰهُ الْحَمْدُ .

(مصنّف ابن أبي شيبة : 167/2)

سند ضعیف ہے۔ ابو اسحاق سبیعی کا عنعنہ ہے۔

تنبیہ:

سیدنا عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَكْثِرُوا فِيهَا مِنَ التَّهْلِيلِ وَالتَّحْمِيدِ .

''عشرہ ذوالحجہ میں بکثرت تسبیح وتحمید بیان کریں۔''

(مستخرج أبي عوانة : 3024)

سند ضعیف ہے۔ اس سند میں موسیٰ بن ابی عائشہ کا ذکر ہے، یہ راوی کی خطا ہے۔ دراصل یہاں یزید بن ابی زیاد ہے، جیسا کہ دیگر تمام سندوں میں مذکور ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس سند کو محفوظ قرار دیا ہے، جس میں یزید بن ابی زیاد ہے۔

(علل الدّارقطني : 376/12)

یزید بن ابی زیاد سیء الحفظ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، نیز مدلس بھی ہے۔ لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے۔

فائدہ:

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

كَانَ إِذَا صَلَّى وَحْدَهُ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ لَمْ يُكَبِّرْ دُبُرَ الصَّلَاةِ .

''آپ رضی اللہ عنہ ایام تشریق میں اکیلے نماز پڑھتے، تو نماز کے بعد تکبیرات نہیں کہتے تھے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 268/12، وسندهٗ صحيحٌ)

عشرہ ذوالحجہ میں تکبیرات:

❀ مجاہد بن جبر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَخْرُجَانِ أَيَّامَ

الْعَشْرِ إِلَى السُّوقِ، فَيُكَبِّرَانِ، فَيُكَبِّرُ النَّاسُ مَعَهُمَا، لَا يَأْتِيَانِ السُّوقَ إِلَّا لِذٰلِكَ.

''سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم عشرہ ذوالحجہ میں بازار کو نکلتے، تکبیرات پڑھتے، لوگ بھی آپ دونوں کے ساتھ تکبیرات کہتے، آپ بازار صرف اسی مقصد کے لیے جاتے تھے۔''

(كتاب الشافي لأبي بكر عبد العزيز بن جعفر، وكتاب العيدين لأبي بكر المروزي القاضي [كما في فتح الباري لابن رجب : ٨/٩]، أخبار مكة للفاكهي : 1704، وسندهٗ صحيحٌ)

ثابت ہوا کہ عشرہ ذوالحجہ میں بھی تکبیرات کہی جا سکتی ہیں۔

❀❀❀❀❀❀❀